www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شاہ نعمت اللہ صاحبؒ سے منسوب پیش گوئیوں کی حقیقت

سقوطِ مشرقی پاکستان اور جنگ بندی کے اعلان کے بعد عوام میں حضرت شاہ نعمت اللہ صاحبؒ بخاری کی طرف منسوب فارسی زبان میں پیش گوئیوں کا بہت چرچا ہوا مختلف جرائد و رسائل اور ملک کے مشہور روزناموں نے ان کو با ترجمہ شائع کیا اور بازاروں میں بھی ان پیش گوئیوں کے پمفلٹ ہاتھوں ہاتھ بکے۔ اس طرح سے تاجروں نے خوب فائدہ اٹھایا ——— ان پیش گوئیوں کے ساتھ ہی اس مبینہ کشف یا خواب کی توجیہ و تعبیر کا دروازہ بھی کھلا اور کچھ لوگوں نے جہاں سنداً و روایتاً ان کی ثقاہت کی ضرورت محسوس کی وہاں بہت سے لوگ انہیں اخبارِ غیبی قرار دیتے ہوئے ان سے ماضی کی تطبیق اور مستقبل کے نقشے بھی وضع کرتے رہے۔

ہمارے نزدیک بزرگوں سے منسوب کرامات اور پیش گوئیوں میں پہلی چیز روایتاً و درایتاً ان کا ثابت شدہ ہونا ہے جس کے بعد ہی کسی توجیہ و تاویل کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ر جنوری ۷۲ء میں جناب احسان قریشی صاحب صابری کا ایک مضمون بعنوان "حقیقتِ حال کیا ہے؟" شائع کیا ہے جس کو ہم بشکریہ "چٹان" قارئینِ "محدث" کی خدمت میں بلا تبصرہ پیش کر رہے ہیں۔

ہم اس سے قبل روزنامہ "مشرق" لاہور کا ۲۱ر دسمبر ۷۱ء کا وہ ادارتی نوٹ بھی ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو روزنامہ مشرق نے ان پیش گوئیوں کے شروع میں دیا ہے جس میں شاہ صاحب کے آباء و اجداد کے ہندوستان میں آنے کا ذکر ہے جبکہ شاہ صاحب کے مشہور دیوان کے شروع میں ان کی سوانح عمری کے تذکرہ میں ان کی ہند میں آنے کی نفی ہے اور لکھا ہے کہ ان کے پوتے میر نور اللہ دکن آئے تھے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ "چٹان" کے مضمون نگار نے ذکر کیا ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی کے واقعات کے اس متضاد ذکر سے جو اضطراب پیدا ہوا ہے اس سے ان پیشگوئیوں کی اصلیت اور بھی مشکوک ہو جاتی ہے ——— (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ نعمت اللہؒ کی پیش گوئیاں (روزنامہ مشرق لاہور)

"حضرت شاہ نعمت اللہ ولی مشہور صوفی اور درویش منش انسان تھے۔ ان کا اصل وطن بخارا تھا جہاں سے ان کے آباء و اجداد ہجرت کر کے سلطان محمد غوری کے عہد میں برصغیر پاک و ہند چلے آئے اور ہانسی میں سکونت اختیار کی۔ شاہ صاحب کے دادا سید مشرف نے مغل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصبِ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب سنِ شعور کو نہ پہنچے تھے کہ ان کے والد سید عطاء اللہ وفات پا گئے۔ شاہ صاحب نے مغل بادشاہ جہانگیر یا شاہ جہاں کے عہد میں وفات پائی۔ نواب خان خاناں، خان جہاں لودھی اور مہابت خاں کو ان سے بڑی عقیدت تھی اور وہ اکثر ان کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

شاہ نعمت اللہ نے آنے والے انقلاباتِ زمانہ پر تقریباً دو ہزار اشعار فارسی زبان میں لکھے جو حرف بحرف پورے ہوتے چلے گئے۔ عہدِ برطانیہ کے متعلق انہوں نے اپنے قصیدہ میں فرمایا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سو برس سے زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکے گی جس سے گھبرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی۔ جنگِ عظیم کے آغاز کے بعد پھر اس کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔ ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی کے باوجود ان کے الہامی اشعار لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے قصیدے کے وہ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں جو عام طور پر تذکروں اور کتابوں میں محفوظ ہیں۔"

> روزنامہ "مشرق" میں اس نوٹ کے بعد تقریباً دو صد اشعار میں ان پیش گوئیوں کا ذکر ہے اور ہر شعر کے بعد اس کا (اردو) ترجمہ دیا گیا ہے جن کے مستند نہ ہونے کی بنا پر ان کا اندراج غیر اہم ہے (ادارہ)

حقیقتِ حال کیا ہے؟ (ہفت روزہ "چٹان" لاہور)

"تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی مسلمانوں پر ابتلاء اور مصائب کا کوئی دور آیا تو کسی نہ کسی اہلِ قلم نے شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا قصیدہ ترمیم کے ساتھ شائع کر دیا تاکہ انہیں تسلی اور تشفی ہو۔ بجائے اس کے کہ ہم زوال اور نکبت کے اصل اسباب قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کریں، اور اپنا اور اپنی قوم کا انفرادی اور اجتماعی جائزہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں اور ان اسباب کا ازالہ کریں۔ نیز اپنی عملی قوتوں کو بروئے کار لا کر نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کریں۔ ہمیں اس کی معرفت اور ان پیش گوئیوں کے پیشِ منظر خوش آئندہ توقعات قائم کرنا پڑتی ہیں۔

سب سے پہلے یہ قصیدہ ۱۸۵۷ء کے ابتلاء کے بعد شائع ہوا تھا۔ دوسری بار چند ترامیم کے ساتھ پہلی جنگِ عظیم ختم ہونے کے بعد کسی صاحب نے شائع کر دیا۔ جس میں سلطان ترکی کی یلغار اور خلافتِ عثمانیہ کی نشاۃِ ثانیہ کے متعلق پیشین گوئیاں موجود تھیں۔ تیسری بار یہ قصیدہ ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا تھا۔ جب بھارت نے حیدر آباد دکن پر حملہ کیا تھا اس میں چند ایسے اشعار بھی درج تھے، جن سے ظاہر ہوتا تھا، کہ سلطنتِ آصفیہ کا جھنڈا لال قلعہ دہلی پر عنقریب لہرائے گا۔ چوتھی بار یہ قصیدہ اب موجودہ دورِ ابتلاء میں شائع ہوا ہے تاکہ ہم اپنی کوتاہیوں بداعمالیوں اور سہل کوشیوں کا جائزہ لیے بغیر پیشین گوئیوں کے سہارے خوش آئند توقعات قائم کرتے رہیں اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں، حالانکہ ہمارے ابتلاء کے اسباب خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہمیں ۱۹۴۷ء میں ایک وسیع وعریض ملک اپنے فضل و کرم سے بطور انعام عطا کیا تھا۔ قرآن حکیم کی آیات کے مطابق عادتِ الٰہی یہ رہی ہے کہ انعام کا شکر ادا کیا جائے تو نعمت میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور اگر ناشکری کی جائے اور مسلمان بداعمالیوں میں مبتلا ہو جائیں تو حق تعالیٰ ناراض ہو کر تھوڑی بہت سزا ہمیں دے دیتا ہے ہمارے لیے اس انعام کے شکر کی صورت یہی تھی کہ ہم اپنی زندگیاں منشاء الٰہی کے مطابق ڈھالتے۔ اپنا نظامِ سلطنت اس فرمان کے مطابق بناتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی روایات قائم کرتے۔ اس کے بجائے ہم نے جو کچھ کیا وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا انعام کسی قوم سے اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک وہ قوم خود اس کا استحقاق نہ گنوا دے۔ جو کچھ ہم نے بویا ہے وہی ہم کاٹ رہے ہیں۔

شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا نام گرامی نور الدین سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ ہے۔ ان کا دیوان برٹش میوزیم لندن رائل ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری لندن اور پبلک لائبریری بانکی پور میں موجود ہے۔ ہجری ۱۲۷۶ھ میں طہران (ایران) کے ایک بک سیلر نے بھی یہ دیوان جو تمام کا تمام فارسی زبان میں ہے، شائع کیا تھا۔ یہ قصیدہ جو اب اخبارات میں شائع ہوا ہے اس دیوان میں کہیں موجود نہیں ہے۔ نیز شاہ صاحب کے حالات زندگی عام فارسی تذکروں مثلاً مجمع الفصحاء، مراۃ الاسرار، ریاض الشعراء، تذکرہ دولت شاہ سمرقندی، اخبار الاخیار،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزینۃ الاصفیاء مرتبہ مفتی غلام سرور لاہوری، تذکرۃ الکرام اور تاریخ فرشتہ میں پائے جاتے ہیں۔ برٹش میوزیم لندن میں جو نسخہ دیوانِ شاہ نعمت اللہ ولیؒ ہے وہ ۱۹۲۹ء میں پٹنہ کے کسی پریس کا شائع شدہ ہے۔ نیز طہران، (ایران) والا نسخہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ (۱۲۷۶ھ) اس دیوان میں مناقب شاہ نعمت اللہ ولی کے عنوان سے شاہ صاحب کی مختصر سی سوانح عمری بھی درج ہے۔ اس کے مطابق شاہ نعمت اللہ ولیؒ کبھی برصغیر پاک و ہند میں تشریف نہیں لائے اور نہ ہی ان کا مزار بھارت یا پاکستان میں کہیں موجود ہے۔ البتہ ان کی اولاد سلطان احمد شاہ بہمنی کی دعوت پر ہند میں آگئی تھی۔

شاہ نعمت اللہ ولیؒ ۷۳۰ھ میں حلب میں پیدا ہوئے، عراق میں نشوونما پائی۔ ۲۴ سال کی عمر میں مکہ معظمہ گئے یہاں سات سال قیام پذیر رہے اور شیخ عبداللہ یافعیؒ (متوفی ۷۶۸ ہجری) کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر تصوف اور سلوک کی راہ طے کی اور ان کے مجاز بیعت (خلیفہ) مقرر ہوئے۔ اس کے بعد شاہ صاحب سمرقند ہرات اور یزد میں مقیم رہے اور ہر جگہ ان سے بڑی تعداد میں افراد بیعت ہوئے، آخر قصبہ ماہان میں جو کرمان سے ۱۸ میل دور ہے، مستقل سکونت اختیار کی اور اپنی زندگی کے آخری ۲۵ سال وہیں بسر کیے اور ۸۳۴ھ میں ۱۰۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔

شاہ صاحب خود کبھی برصغیر میں تشریف نہیں لائے۔ البتہ ان کے کشف و کرامات کی شہرت دور دراز تک پھیلی۔ جس سے وہ مختلف سلاطین کے حلقہ میں بڑے احترام اور عقیدت سے دیکھے جاتے تھے۔ انہی سلاطین میں دہلی کا حکمران احمد شاہ بہمنی بھی تھا۔ اسی کی درخواست پر شاہ صاحب کے پوتے میر نوراللہ دکن آئے۔ سلطان نے مخدوم کی حیثیت سے بڑی عزت و تکریم کی۔ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا اصل قصیدہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

قدرت کردگار می بینم حالتِ روزگار می بینم

اور وہ قصیدہ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس کا اصل قصیدہ سے کوئی تعلق نہیں۔ موجودہ قصیدہ کے فرضی ہونے کی داخلی شہادتیں خود اس قصیدہ میں موجود ہیں جو کہ شاہ صاحب کے زمانے میں موجود نہیں تھے۔ مثلاً جاپان کا ذکر بار بار اس قصیدے میں آیا ہے حالانکہ اس ملک کا نام "جاپان" ۱۲۹۵ء میں پڑا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے (شاہ صاحب کے وقت میں) اس ملک کا نام "چی نیکو" تھا۔ البتہ سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک و ہند جنگ کے متعلق ذکر فرمایا ہے (نسائی شریف کتاب الجہاد۔ باب غزوۃ الہند۔ جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۳ مطبوعہ مصر)

"حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبولؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو حق تعالیٰ خاص طور پر جہنم کی آگ سے بچائیں گے۔ ایک گروہ جو ہندوستان سے جنگ کرے گا اور دوسرا گروہ جو اس کے بعد آئے گا اور حضرت عیسٰے ابن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گا"

رسولِ مقبولؐ کے اس فرمان کے مطابق فتح آخر میں ہماری ہوگی۔ کیوں کہ ان دونوں کے لیے آگ سے برات اور فتح کی بشارت موجود ہے۔"

اربابِ تعلیم اور اصحابِ مدارس کے لیے لمحہ فکریہ!

ارباب بصیرت اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے ملک میں لادینی تعلیم اور مادہ پرستانہ رجحانات نے تعلیم و سیاست سے اسلام کو الگ رکھ کر جس طرح نظریہ پاکستان کو عملی تشکل دینے سے پہلو تہی کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ اس نے پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں اور آج نہ صرف یہ کہ ہم مشرقی پاکستان کھو بیٹھے ہیں، بلکہ پورے پاکستان میں لادینی و علیحدگی پسندانہ تحریکیں زوروں پر ہیں جس کا واحد حل ملک میں اسلامی نظام کا عملاً نفاذ اور اسلامی تعلیم کا دور دورہ ہے بلاشبہ اسوقت ملک میں اگر اسلام کا کچھ نام باقی ہے تو یہ دینی مدارس کا رہین منت ہے لیکن اگر دینی مدارس نے عصری تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم کو زمانہ حال کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوششیں نہ کیں تو معاشرہ کی نگاہ میں وہ اپنی رہی سہی ہیبت بھی کھو بیٹھیں گے جس کا نتیجہ ملک و ملت کی تباہی ہوگا۔

اس وقت جبکہ ملک میں نئی تعلیمی پالیسی تیار کی جا رہی ہے اور دینی مدارس میں بھی نئے سال کی ابتداء ہے اصحاب مدارس اور ماہرین تعلیم کو دینی مدارس کو مفید تر بنانے اور ان کے روشن مستقبل کے لیے باہمی مل بیٹھنے کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ باہمی تبادلہ خیالات سے اصلاحی طریقہ ہائے کار اختیار کیے جا سکیں اسوقت ملک کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ علماء کی ایک کھیپ تیار کی جائے جو کتاب و سنت کی تعلیمات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کر کے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کے طور پر ملک میں رائج کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ